غزوہ احزاب کے متعلق روایات سیرت کے اختلافات کا تحقیقی مطالعہ

Analysis of Complexities in Narrations Related with the Battle of Ahzāb (The Battle of Trench)

Dr. Faisal Mehmood
Lecturer, Department of Islamic Studies, UoCh, Chitral
Email: faisal.mehmood@uoch.edu.pk

Dr Abad ur Rahman
Department of Islamic Studies, UoCh, Chitral
Email: abad.rahman@uoch.edu.pk

Dr. Abzahir Khan
Department of Islamic Studies, AWKUM, Mardan
Email: abzahir@awkum.edu.pk

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The Seerah of the Holy Prophet (PBUH) is the unblemished evidence of his tolerance, peace and mutual coexistence towards humans of every race and tribe. Every single aspect of his life is preserved and protected which confirms that he promoted peaceful cohabitation throughout his life. He and his companions were forced to migrate from Makkah to Madinah due to atrocities caused by the people of Makkah. Even after migration, the propagation for the right of free speech and belief was not endured; and, non-Muslim tribes made an alliance against Muslims and planned to attack Madinah, collectively. The Holy Prophet (PBUH) and his companions defended the city of Madinah and protected themselves through excavating of trench as a hindrance in the way of attackers.
In the significant books of Seerah, all events related with this battle have been recorded comprehensively; however, some complexities arise when sources of these events are accessed. In the current paper, many complexities regarding the battle of Ahzāb have been addressed after academic scrutiny; and an exertion is made to present it in an intelligible form after abolition of these complexities.

Keywords: *Seerah, Migration, Ahzāb, Complexities, Academic Scrutiny*

تمہید

پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ اس بات کی بیّن ثبوت ہے کہ آپ کی پوری زندگی تحمل و برداشت اور رواداری کا ایک اعلیٰ نمونہ رہی ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ تاریخ میں محفوظ ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر موقع پر جنگ و جدال کی بجائے پر امن بقائے باہمی کو پروان چڑھایا۔ اہل مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر آپ نے مدینہ ہجرت فرمائی لیکن آپ ﷺ کے حریت فکر و عقیدہ کی پھیلتی ہوئی دعوت کو برداشت نہیں کیا گیا۔ انسانیت نے تاریخ کا یہ عجیب واقعہ بھی دیکھا کہ تمام مخالف طاقتیں مدینہ پر چڑھ دوڑیں، آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے شہری حفاظت کے لیے طویل خندق کھود کر حملہ آوروں کو روکنا پڑا۔

سیرت کی مرکزی کتابوں میں جنگ خندق کی تمام تفصیلات بیان کی گئی ہیں لیکن مختلف سیرت نگاروں نے اس جنگ کی تمام تفصیلات ذکر کی ہیں لیکن ان مختلف مصادر کو سامنے رکھا جائے تو ان کے بیانات میں باہم کئی ایک اشکالات سامنے آتے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں اس غزوہ کے بارے میں ان بیانات کے اہم اشکالات کو Address کیا گیا ہے، ان کا علمی جائزہ لیا گیا ہے اور اس علمی جائزہ کے تحت ان بیانات کی صحیح تعبیر و تشریح کرتے ہوئے ان اشکالات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

غزوہ احزاب: ایک اجمالی تعارف

قریش مکہ کے ہاتھوں تنگ آکر مسلمان مکہ سے مدینہ کر چکے تھے لیکن مسلمانوں کو وہاں بھی آرام اور چین سے نہیں بیٹھنے دیا گیا بلکہ ان کی مسلسل ریشہ دانیوں کی وجہ سے سن 2 ہجری میں غزوہ بدر اور پھر اس کے بعد سن 3 ہجری میں غزوہ احد واقع ہوا۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو بڑے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ جس پر غزوہ احد ہی کے دوران قریش مکہ نے اُعل ھبل (ہبل زندہ باد) کے نعرے لگائے تھے۔ ان سب کے باوجود اسلام کی دعوت پھیلتی رہی اور دعوت قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی قبولیت کو دیکھ کر مدینہ سے جلاوطن کیے گئے یہودیوں اور قریش مکہ مسلمانوں کے مکمل خاتمہ کے لیے ہجرت کے پانچویں سال مشترکہ منصوبہ بندی کی اور اس طرح مسلمانوں کے خلاف مختلف قبائل پر مشتمل دس ہزار کا اتحادی لشکر تیار ہوا۔ گویا یہ مسلمانوں کے خلاف تمام عرب کی متحدہ جنگ تھی اس لیے اسے "غزوہ احزاب" بھی کہتے ہیں۔

حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے دفاعی حکمت عملی اپنائی۔ مدینہ کی جغرافیائی حالت ایسی تھی کہ تین اطراف قدرتی طور پر محفوظ تھے کیونکہ جنوب کی طرف آبادی اور گھنے باغات تھے۔ ان باغات کے درمیان گزرنے کے لیے پگڈنڈیاں تھیں، مشرق و مغرب کی طرف پتھروں کے چٹان اور نوکیلے پھروں کا علاقہ تھا۔ اس لیے مدینہ پر اس کے شمالی علاقہ کی طرف سے ہی اتنا بڑا لشکر حملہ آور ہو سکتا تھا لہذا دفاعی حکمت عملی کے تحت شمالی طرف خندق کھودی گئی اس لیے اس غزوہ کو "غزوہ خندق" بھی کہتے ہیں۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو ہمہ وقت صرف اتحادی لشکر پر ہی نظر نہیں رکھنی پڑی تھی کہ وہ خندق پار نہ کر سکیں بلکہ مدینہ کے اندر موجود یہودی قبیلہ (بنو قریظہ) پر بھی نگاہ رکھنی تھی کہ مسلمانوں کے خلاف ان کی عملی شرکت ممکن نہ ہو سکے اس کے لیے اس دوران آپ ﷺ نے مدینہ کے اندر بھی حفاظتی دستوں کو مقرر فرمایا جو باقاعدہ مسلح ہو کر گشت کرتے رہتے تھے۔ اوپر کی طرف سے اتحادی قبائل اور نیچے سے بنو قریظہ اپنی ریشہ دانیوں کی بدولت پریشان کیے ہوئے تھے۔ مسلمان عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کیا گیا تھا۔ مسلسل محاصرے میں بیرون دشمن سے خندق کی نگرانی، بنو قریظہ کی اندرونی سازشوں، مسلم خواتین کی حفاظت، سخت سردی کا موسم اور محاصرے ہونے کی وجہ سے خوراک کے انتظامات نے انتہائی پریشان کن صورت حال پیدا کر دی تھی۔ یہی وہ موقع ہے کہ اس کی منظر کشی کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا کہ "جب دشمن اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آیا، خوف سے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آئے اور اس آزمائش میں مسلمان اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ مسلمانوں کی بھرپور آزمائش کی گئی اور سخت طریقے سے ہلا کر رکھ دیئے گئے"[i]۔

---

[i] إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا (10) هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (الأحزاب: 33: 10، 11)

اس جنگ میں ہمہ وقت ذہنی اور جسمانی مصروفیت و توجہ کا یہ عالم تھا کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے ساتھ صحابہ کی کئی ایک نمازیں بھی قضاء ہوئیں جن پر آپ ﷺ نے گہرے دکھ کا اظہار فرمایا۔ اس غزوہ میں باقاعدہ لڑائی تو نہیں ہوئی تاہم تیر اندازی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں آٹھ مسلمان شہید ہوئے اور خندق پار کرنے کی کوشش میں دو مشرکین (عمرو بن عبدود اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی مارے گئے۔ بہر حال طویل محاصرے کے باوجود مشرکین کے سامنے کسی کامیابی کی کوئی صورت ہاتھ نہ آنے، ان میں باہمی بد اعتمادی پھوٹنے، سخت جاڑے کے موسم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تند و تیز باد و باران کی صورت میں مدد کی بدولت یہ محاصرہ ختم ہوا اور کسی کامیابی کے بغیر اتحادی لشکر غیر منظم انداز سے تتر بتر ہو کر واپس چلا گیا۔[1]

کتب سیرت میں غزوہ احزاب کے متعلق مطالعہ کے روایات کا باہم اختلاف سامنے آتا ہے جن کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:

غزوہ احزاب کا سالِ وقوع

غزوہ احزاب کے متعلق کتب سیرت میں اس کی درج ذیل مختلف تاریخیں سامنے آتی ہیں:

- شوال چار ہجری: موسیٰ بن عقبہ (متوفی: 141ھ) اسے شوال چار ہجری کا واقعہ بتاتے ہیں اور امام بخاری (متوفی: 256) کا بھی یہ رجحان معلوم ہوتا ہے۔[2]
- ذیقعدہ پانچ ہجری: واقدی کا قول ذیقعدہ کے مہینے اور پانچ ہجری کا ہے۔[3]
- شوال پانچ ہجری: محمد بن اسحاق پانچویں ہجری کے شوال کا مہینہ بتایا ہے۔[4]
- موسیٰ بن عقبہ اسے چوتھی ہجری کا واقعہ بتاتے ہیں اور امام بخاری اس کی تائید کرتے ہیں جب کہ دیگر سیرت نگار اسے پانچویں ہجری کا واقعہ بتاتے ہیں۔

شوال چار ہجری (موسی بن عقبہ کے قول) کی تائید میں امام بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کا وہ قول نقل کیا ہے جس میں ان کا کہنا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر انہیں اس لیے واپس کیا گیا تھا کہ ان کی عمر چودہ سال تھی اور غزوہ احزاب کے روز انہیں اس لیے اجازت دی کہ ان کی عمر پندرہ سال ہوگئی تھی[5]۔ ابن خلدون نے بھی اس روایت کی بناء پر چار ہجری کا قول اختیار کیا ہے۔[6] غزوہ احد ہجرت کے تیسرے سال ہوا تھا، اس طرح ایک سال کے وقفہ سے غزوہ احزاب گویا چوتھے سال ہوا۔

اکثر سیرت نگاروں اور ائمہ مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ غزوہ احزاب پانچویں ہجری میں ہوا ہے لیکن بہر حال پھر مہینے کے تعین میں اختلاف ہے۔ بعض اسے شوال اور بعض ذی قعدہ کا مہینہ ذکر کرتے ہیں۔

درج بالا امور کو دیکھ کر غزوہ احزاب کے سالِ وقوع کے بارے میں مشکلہ سامنے آتا ہے:

غزوہ احد کے وقوع کے سال کے سلسلے میں پانچویں سال کو ترجیح حاصل ہے، چنانچہ اس کے مقابلے میں ہجرت کے چوتھے سال (غزوہ احد سے ایک سال کے وقفہ کے ساتھ) واقع ہونے کی تائید کے لیے عبد اللہ بن عمر کی روایت پیش کی گئی ہے۔ تو اس کی توجیہہ یہ ہے کہ غزوہ احد کے وقت حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنی عمر کا چودھواں سال میں قدم رکھا تھا اور پھر غزوہ احزاب کے وقت پورے پندہ سال کے ہوئے ہوں[7] اس طرح غزوہ احد اور غزوہ احزاب میں دو سال کا وقفہ ہوگا اور اس توجیہہ کے مطابق غزوہ احزاب چوتھی ہجری کے بجائے پانچویں ہجری کا واقعہ ہوگا اور چوتھی ہجری کے قول پر پانچویں ہجری کے قول کو ترجیح حاصل ہوگی۔

اس طرح غزوہ احد کے واقعات میں یہ ذکر ہے کہ احد سے واپسی کے وقت ابو سفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہو گا، یہ اعلان کر کے مکہ واپس ہوا۔ ایک سال بعد وعدہ کے مطابق ابو سفیان نے لشکر کی لیکن درمیان میں یہ کہہ کر راستہ سے واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط کا ہے اس لیے یہ وقت جنگ کے لیے مناسب نہیں[8]، اور پھر اس کے ٹھیک ایک سال بعد اسلام کے مخالفین کو جمع کر کے غزوہ احزاب یا احزاب کی صورت میں مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ اس تاریخی واقعہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ غزوہ احد اور غزوہ احزاب کے درمیان ایک سال کا وقفہ نہیں، بلکہ دو سال کا ہے[9]۔ اس طرح چوتھی ہجری کے قول کے مقابلے میں پانچویں ہجری کے قول کو ترجیح ہو گی۔

غزوہ احزاب کے وقوع کا مہینہ

سابقہ مشکلہ میں بیان کیا گیا کہ جمہور سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ غزوہ احزاب پانچویں ہجری میں واقع ہوا لیکن روایات میں شوال کا مہینہ بتایا گیا ہے اور بعض میں ذیقعدہ کا مہینہ بتایا گیا ہے۔

غزوہ احزاب میں باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تھی بلکہ دونوں فریقوں کے درمیان خندق حائل تھی اور ابو سفیان کی سربراہی میں غیر مسلم لشکر نے کئی دن تک محاصرہ کیے رکھا چنانچہ شوال کے آغاز میں مشرکین کی تیاریوں کی اطلاع مل چکی تھی اور آپ نے فوراً مشورہ کر کے خندق کھدوائی۔

یہ محاصرہ چونکہ کئی دن تک رہا لہذا ابا حث کے خیال میں جن مؤرخین نے آغاز محاصرہ سے غزوہ خندق کے وقوع کو شمار کیا، انہوں نے شوال کا مہینہ لکھا ہے اور جنہوں نے اختتام کا بھی اعتبار کیا تو انہوں نے ذیقعدہ کا مہینہ لکھا۔ اس طرح روایات میں ترجیح کی بنیاد پر نہیں بلکہ تطبیق کی بنیاد پر اس مشکلہ کو دیکھنا قرینِ قیاس ہو گا۔ اس تطبیقی عمل کے لیے ڈاکٹر نثار احمد کی رائے بھی بڑی وقیع ہے۔ غزوہ احزاب میں بنو قریظہ نے درپردہ قریش مکہ سے تعاون کیا تھا اور اندرونِ مدینہ سے ان کے حملے کا بھی مسلسل خطرہ رہتا تھا جس کی وجہ سے اندرون مدینہ باقاعدہ دستوں کے گشت آپ نے جاری فرمائے تھے۔ قرآن نے بھی اندرونِ مدینہ سے ان کے خطرہ وخوف کا تذکرہ کیا ہے[10] لہذا غزوہ احد میں قریشی لشکر کے واپس جانے کے ساتھ ہی آپ نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تھا۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ محاصرہ 23 ذیقعدہ کو شروع ہوا تھا[11]۔ ابن سعد کی اس روایت کو اگر بنیاد بنالیا جائے تو پھر جنگ خندق کے اختتام کی تاریخ 21، 22 ذیقعدہ سمجھی جائے گی اور کفار کے فوجوں کی آمد 27، 28 شوال 5 ہجری کو شمار ہو گی[12]۔ مذکورہ بنیاد پر شوال وذی قعدہ کے دو مختلف مہینے ذکر کرنے کے درمیان یہ تطبیق پیش کی جاسکتی ہے کہ جنہوں نے شوال کا مہینہ ذکر کیا انہوں نے محاصرے کے آغاز کی مدت سے اعتبار کیا ہے اور جنہوں نے ذی قعد ذکر کیا ہے ، انہوں نے اختتامی مدت کو لیا ہے۔

خندق کھودنا حضرت سلمان فارسی کا مشورہ تھا یا وحی الہی

غزوہ احزاب میں جنگ کے لیے پیغمبر علیہ السلام نے جو جنگی حکمت عملی اپنائی، اس کے مطابق خندق کھودی گئی تھی۔ روایت کے مطابق یہ خندق سلمان فارسی کے مشورے سے کھودی گئی تھی۔ جب جنگ سے پہلے پیغمبر اسلام نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے تو کفار کی تعداد، تیاری اور مسلمانوں کی تعداد وتیاری کو دیکھ کر حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ ایسی حالت میں فارس (ایران) میں حملہ آوروں کو روکنے کے لیے ہم شہروں اور قلعوں کے گرد خندقین کھودیتے ہیں جن کو پار کرنا دشمن کے لیے ناممکن ہوتا ہے اور اس طرح

نامعلوم مدت تک دشمن کے لیے محاصرہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس طرح سلمان فارسی کے مشورے کے مطابق خندق کھودی گئی[13] تاہم دوسری طرف ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ خندق وحی الٰہی کے ذریعہ رہنمائی سے کھودنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ واقدی نے غزوہ احزاب کے دوران ابوسفیان اور پیغمبر اسلام کے درمیان خط وکتابت ذکر کیا ہے کہ ابوسفیان نے پیغمبر اسلام کی طرف درج ذیل مراسلہ بھیجا:

"باسمك اللهم فإني أحلف باللات و العزى ، لقد سرتُ إليك في جمعنا ، و إنا نريد ألا نعود إليك أبدا حتى نستأصلك ، فرأيتك قد كرهت لقاءنا و جعلت مضايق و خناق، فليت شعري من علمك هذا"؟

آپ ﷺ نے اس خط کے جواب میں ابوسفیان کو لکھا:

«من مُحَمَّد رسول الله إلى أبي سفيان بن حرب... أما بعد... أما قولك: " من علمك الذي صنعنا من الخندق" فإن الله تعالى ألهمني ذلك لما أرامن من غيضك به و غيظ أصحابك»[14]

ملحوظ رہے کہ واقدی کے بعد ابوسفیان اور پیغمبر اسلام کی یہ مراسلت مقریزی (متوفی:845ھ)، احمد بن زینی دحلان (متوفی:1886م) نے بھی ذکر کی ہے۔[15]

دو مختلف قسم کی روایتوں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ مشکلہ سامنے آتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے خندق کھودنے کا عمل سلمان فارسی کے مشورے کے تحت کیا تھا یا وحی الٰہی کے تحت ایسا کیا تھا؟

حضورؐ انہیں امور کے بارے میں مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ جن کے بارے میں آپ کو واضح حکم نہیں ملا ہوتا تھا۔ اگر آپ کو وحی الٰہی کے ذریعہ خندق کھودنے کا حکم ہوتا تو پھر صحابہ سے مشورہ کی افادیت باقی نہیں رہتی۔ آپ نے صحابہ سے اسی لیے مشورہ کیا کہ کوئی بہتر رائے سامنے آئے۔ عرب میں متعارف جنگی طریقوں میں حفاظتی بنیادوں پر "خندق" کھودنا نہیں تھا جب کہ فارس میں یہ جنگی طریقہ موجود تھا۔ اسی لیے یہ مشورہ حضرت سلمان فارسی کی طرف سے آیا تھا اور اسی رائے کو قدیم وجدید سیرت نگاروں نے اختیار کیا ہے۔

خندق کے بارے حضرت سلمان فارسی کے مشورے اور وحی الٰہی کے درمیان تطبیق پیش کی جاسکتی ہے کہ مشورہ تو سلمان فارسی نے دیا ہو لیکن سلمان فارسی کے مشورے کی تائید کے طور پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو الہام بھی ہوا ہو، اس طرح پھر روایات میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

خندق کی کھدائی کے دن

خندق کتنے دن میں کھودی گئی؟ اس سلسلے میں روایت مختلف ہیں:

1: 6 روز میں خندق کھودی گئی، یہ محمد بن عمر الواقدی اور محمد ابن سعد کا قول ہے[16]۔

2: محمد بن محمد ابن سید الناس (متوفی:743ھ) نے خندق کھودنے کی مدت کو بیان کرتے ہوئے پہلے محمد ابن سعد کے 6 دن کے قول کو ذکر کیا اور اس کے بعد "قیل" کے ساتھ "24 دن" اور "دس اور کچھ دن" کی مدت کو بیان کیا ہے۔

3: شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی (متوفی: 923ھ) نے 24 دن کی نسبت امام واقدی کی جانب، 15 دن کی نسبت امام نووی کی جانب، اور 20 دن کی نسبت موسیٰ بن عقبہ کی جانب کی ہے[ii]۔

مذکورہ اقوال کو دیکھ کر ایک قسم کا مشکلہ پیدا ہوتا ہے کہ خندق کھودنے کے اصل دن کتنے ہیں ؟

غزوہ احزاب شوال کے مہینے میں ہوئی تھی کیونکہ شوال کے بعد ذی قعد شروع ہو رہا تھا اور تمام عرب میں اس مہینے میں جنگ سے پرہیز کرتے تھے اور اسے معیوب قرار دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سریہ عبد اللہ بن جحش میں جب مسلمانوں کے ہاتھوں رجب کی پہلی تاریخ 2 ہجری کو عمرو بن حضرمی مارا گیا تھا تو مسلمانوں کے خلاف بھرپور پروپیگنڈا کیا گیا کہ حرمت والے مہینے کی مسلمانوں نے بے حرمتی کی ہے۔

شوال کے مہینے میں ہونے والے اس غزوہ میں خندق کھودنے میں اگر ایک مہینہ یا 24، 25 یا 15 کے قول کو لیا جائے اور پھر اس کے ساتھ مزید طویل محاصرے کے دنوں کو شمار کیا جائے تو دو باتوں میں سے کوئی ایک لازمی نتیجہ کے طور پر ماننی ہوگی۔ یا تو یہ اقرار کرنا ہوگا کہ یہ جنگ کم از کم ذی قعد کے نصف اول کے بعد تک جاری رہی جس میں دونوں فریقین کی طرف سے تیر اندازی بھی ہوتی رہی اور یا تسلیم کرنا ہوگا کہ خندق مکمل ہونے سے پہلے ہی مشرکین کا لشکر پہنچا تھا اور ان کے محاصرہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی طرف سے کھدائی بھی جاری رہی۔ یہ قول اس لیے کرنا پڑے گا تاکہ جنگ کو ذی قعدہ کے نصف تک نہ لے جانا پڑے۔ اس لیے چھ دن کی روایت کو ترجیح حاصل ہے اور اسی مدت کو معاصر سیرت نگاروں نے بھی اختیار کیا ہے۔

محاصرہ کی مدت

غزوہ احزاب کے موقع پر مشرکین کے لشکر نے ایک مدت تک ان کا محاصرہ کیے رکھا تھا، تاہم روایاتِ سیرت میں اس محاصرہ کی درج ذیل مختلف مدتیں ذکر کی گئی ہیں:

محاصرہ ایک ماہ تک جاری رہا۔ یہ قتادہ کا قول ہے اور ابن قیم نے بھی اسی قول کا اختیار کیا ہے[17]۔

محاصرہ کی مدت کے بارے میں امام واقدیؒ نے تین مختلف آراء ذکر کیے ہیں۔ پہلی رائے دس دن سے کچھ زائد، دوسری رائے بیس دن اور تیسری رائے پندرہ دن کے مدت کی ہے۔ ان آراء میں امام واقدیؒ نے پندرہ دن کو ترجیح دی ہے[18]۔ ان آراء میں بیس دن کی رائے کو امام سمہوری نے موسیٰ بن عقبہ کی جانب منسوب کیا ہے۔[19]

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق قریش مکہ کے اتحادی لشکر نے ایک ماہ کے قریب قریب تک (بیس دن اور کچھ دن دن) مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے رکھا[iii]۔

ابن سعد کی رائے کے مطابق مشرکین مکہ کے اتحادی لشکر نے 24 دن تک مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے رکھا تھا۔[20]

مذکورہ مختلف روایات کو دیکھ کر یہ مشکلہ سامنے آتا ہے کہ محاصرہ کتنے دن تک رہا؟

[ii] القسطلانی ، شہاب الدین احمد بن محمد ،المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ،المكتبة التوقيفية ، قاهرہ ، ج:1، ص: 286؛ تاہم اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام زرقانی نے اس مدت کو خندق کھودنے کے بجائے محاصرہ کی مدت قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: زرقانی ، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، دار الكتب العلمية، بيروت، مطبع اول، 1417ھ/ 1996م، ج:3، ص: 34)

[iii] محمد ابن اسحاق کے الفاظ یہ ہیں: أقام رسول الله ﷺ وأقام عليه المشركون بضعا وعشرين ليلة، قريبا من شهر "(آپ ﷺ نے اور مشرکین نے خندق کے اطراف میں بیس اور کچھ راتوں تک قیام کیا، ایک مہینہ کے قریب)۔ ملاحظہ ہو: السيرة النبوية (ابن ہشام)، ج:2، ص:223)

خندق چھ دن میں کھودی گئی تھی اور دو دن بعد آپؐ صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ کی بستی سے نکل کے خندق کے سامنے خیمہ زن ہوئے، جس کے بعد مشرکین کا لشکر آیا تو انہوں نے اپنے سامنے خندق دیکھی اور پندرہ روز تک محاصرہ کیے رہے۔ اس طرح ابن سعد کے چوبیس دن کے قول کو ترجیح دی جاسکتی ہے اور اکرم ضیاء العمری نے چوبیس دن کا ذکر اس انداز سے کیا کہ گویا وہ بھی اسی ترجیح دیتے ہیں۔[21]

غزوہ احزاب میں قضا ہونے والی نمازوں کی تعداد

غزوہ احزاب میں محاصرہ کئی روز تک جاری رہا اور اس دوران چند دن انتہائی تکلیف دہ بنے کہ موسم کی ناخوشگواری اور مشرکین کے لشکر کے بعض افراد کا خندق کو پار کرنے کی کوشش اور پھر اندرون مدینہ کچھ یہودیوں کی ریشہ دوانیاں، ان وجوہات کی وجہ سے آپؐ اور صحابہ کی بعض نمازیں بھی قضاء ہوئیں چنانچہ ایک روایت ہے کہ عصر کی نماز قضاء ہوئی تھی[22] اور ایک روایت میں ہے کہ چار نمازیں (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) قضاء ہوئی ہیں۔[23]

ان روایات کو دیکھ کر ایک قسم کا مشکلہ سامنے آتا ہے کہ کتنی نمازیں قضاء ہوئی ہیں؟

غزوہ احزاب کئی دن جاری رہا تھا۔ اس لیے کسی ایک دن صرف عصر کی نماز قضاء ہوئی تھی اور کسی دن زیادہ نمازیں قضاء ہوئی تھیں۔ صحابہ خندق کے مختلف حصوں پر متعین تھے اور پیغمبر اسلام جنگی نگرانی کے لیے چکر لگایا کرتے تھے تو جس صحابی نے جو مشاہدہ کیا، وہ ذکر کر دیا۔ جس نے عصر کا مشاہدہ کیا اور اس وقت وہ راویانِ واقعہ پیغمبر کے ساتھ تھے تو انہوں نے عصر کا ذکر کیا اور جن کا دوسرے دن نبیؐ کے ساتھ زیادہ مصاحبت رہی اور نمازیں زیادہ قضا ہوئیں، انہوں نے زیادہ نمازیں ذکر کیں، چنانچہ امام نووی نے بھی مذکورہ بالا تطبیق (تعدد واقعات) ذکر فرمائی ہے[24]۔ تاہم باحث کے نزدیک قضاء نمازوں میں عشاء کی نماز راویوں نے اس لیے ذکر کی ہو گی کہ اس دن عشاء کی نماز اپنے معمول سے تاخیر سے ادا کی گئی اس لیے اسے بھی شامل کر دیا گیا، ورنہ عشاء کی نماز انفرادو اجتماعی طور پر تو طلوع صبح صادق تک کسی بھی دوران پڑھی جاسکتی ہے۔

غزوہ احزاب میں نمازوں کی صلاۃ خوف کے طریقے سے ادا نہ کرنا

غزوہ احزاب میں پورا لشکر اسلام خندق کے حدود تک پھیلا ہوا تھا اور پورا لشکر گویا مختلف مقامات کی نگرانی کر رہا تھا تو ایسی صورت میں اس بات کے امکانات زیادہ تھے کہ مسلمانوں کے دستے اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں صلاۃ خوف کی ترتیب سے نماز ادا کریں اور اس طرح نمازیں قضا ہونے کی نوبت نہ آتی۔

مذکورہ بالا صورتِ حال کے تحت یہ مشکلہ سامنے آتا ہے کہ صلاۃ خوف کے طریقہ پر کیوں نماز نہیں کی گئی؟

روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب میں پورے اسلامی لشکر کی نماز قضاء نہیں ہوئی تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف دستوں نے اپنے متعلقہ مقام میں خندق کی حفاظتی ذمہ داری کی نوعیت کو دیکھ کر اپنی جماعت بھی کرائی ہوگی۔ ہاں جن حضرات پر نگرانی کی ذمہ داری زیادہ تھی ان کی جماعت رہ گئی ہوگی۔ اس تطبیق کی تائید میں وہ رویات پیش کی جاسکتی ہیں کہ جس میں ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریشی لشکر کو برا بھلا کہتے ہوئے بولے کہ اللہ کے رسول! میں عصر کی نماز ادا نہیں کر سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے بھی عصر کی نماز ادا نہیں کی، پھر عصر کی نماز مغرب کے بعد ادا کی۔[25]

جہاں تک اس اشکال کا تعلق ہے کہ صلوۃ خوف کے انداز سے نماز کیوں ادا نہیں کی گئی تو اس وقت صلوۃ خوف کے متعلق حکم نہیں آیا تھا۔ صلوۃ خوف کا حکم بعد میں غزوہ ذات الرقاع (محرم پانچ ہجری) کے موقع پر آیا تھا۔[26]

یہاں ایک معاصر سیرت نگار (محمد رفیق ڈوگر) کی رائے کو بھی ذکر کرنا مناسب ہو گا، وہ ایک نئے فکر کو پیش کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ:
"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو معینہ وقت پر اپنے مورچے میں نمازیں ادا کرسکتے تھے لیکن آپؐ نے اپنے عمل سے دکھایا اور سکھادیا کہ اسلامی ریاست اور اللہ کے دین کے دفاع کی آزمائش کے مرحلوں میں اولیت دفاع کو حاصل ہے"۔[27]

غزوہ احزاب میں حضرت حسان بن ثابت کی طرف بزدلی دکھانے کی نسبت

غزوہ احزاب میں آنحضرتؐ کے جنگی انتظامات کے تحت عورتوں اور بچوں کو "فارغ" نامی قلعہ میں رکھا تھا[28]۔ یہ قلعہ بنو قریظہ کی آبادی کے قریب تھا۔ صحابیات کے ساتھ عمر رسیدہ صحابی حسان بن ثابت مقرر کیے گئے تھے۔ ایک دن اتفاق سے آنحضرت کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب نے ایک یہودی کو قلعہ کے پھاٹک کے پاس دیکھا، انہوں نے حسان بن ثابت سے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ یہودی قلعہ میں پناہ گزین عورتوں کے متعلق نشان دہی کردے گا اور دشمن حملہ کردے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم نیچے اتر کر اس پر حملہ کردو اور اسے مار دو۔ حسان بن ثابت نے اس موقع پر فرمایا: "یغفر اللہ لک، یا ابنۃ عبد المطلب، واللہ لقد عرفت ما أنا لصاحب ھذا"[29] (عبد المطلب کی بیٹی، تم تو جانتی ہو کہ میں اس کام کا آدمی نہیں)۔

اس روایت کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ جو کام صفیہ بنت عبد المطلب کرسکی، اس کام کے لیے باوجود مرد ہونے کے حضرت حسان بن ثابت آمادہ نہیں ہوئے۔ اسی وجہ سے حسان بن ثابت کی طرف بزدلی کی نسبت کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا روایت کو دیکھ کر ایک قسم کا مشکلہ سامنے آتا ہے کہ صحابی رسول نے کس طرح ایسی بزدلی دکھائی؟

حل مشکلہ (بصورت ترجیح):

عربوں میں "بزدلی" بڑی ناپسندیدہ خصلت سمجھی جاتی تھی اور اگر حسان بن ثابت میں ایسی خصلت ہوتی تو ان کے مد مقابل مشرکین شعراء ضرور انہیں طعنہ دیتے، لیکن آپ نے اسلام چونکہ 60 سال کی عمر کے بعد قبول کیا تھا اور آپ کی بینائی کمزور تھی جس کی وجہ سے آپ نے دیگر غزوات میں بھی عملی شرکت نہیں کی تھی۔[30]

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حسان بن ثابت کے بڑھاپے اور عمر کو مد نظر رکھ کر ہی عورتوں کے ساتھ ان کو قلعہ میں رکھا گیا تھا۔ بڑھاپے کے ساتھ ساتھ حسان بن ثابت کو ایسی تکلیف بھی تھی کہ جس کی وجہ سے وہ ایسا اقدام کرنے سے معذور تھے۔[31]

شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ حضرت حسابن بن ثابت کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس نے ان میں اس قدر "جبن" پیدا کردیا تھا کہ وہ اس لڑائی کی طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے، اس بناء پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا۔[32]

مذکورہ واقعہ میں "جبن" کے مقابلے لفظ "ضعف" (کمزور) کا استعمال زیادہ مناسب ہوتا، کیونکہ بیماری اور کسی جسمانی عارضے سے بڑھاپے میں "جبن" (بزدلی) پیدا نہیں ہوتی البتہ ضعف (کمزوری) ضرور طاری ہو جاتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات

1 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرة النبویة ، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي وأولاده ، مصر، طبع دوم، 1955م، ج:2، ص:214

Ibn Hasham, Abdul Malik Bin Hasham, Al-Seerah-tul-Nabawiyya, Shirkato Maktab'ti wa Mat'bah Mustufa Al-Babi Al-Halabi wa Aoladoho, Misar, Issue:2, 1995 A.D, Vol.2, Page: 214

2بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاري، دار طوق النجاة ، طبع اول، 1422ھ کتاب المغازی ، باب غزوة الخندق وهي الأحزاب، ج:5، ص:107

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeil, Al-Jame Al- Sahih Al-Bukhari, Dar Taoq-il Najat, Issue 1, 1422 A.H, Kitab-ul-Maghazi, Bab: Ghazwat-il-Khandaq Wa Hiya Al-Ahzab, Vol:5, Page: 107

3 واقدی، ابوعبداللہ محمد بن عمر، المغازي، عالم الکتب، بیروت ج:2، ص:441

Waqidi, Abu Abdullah Muhammad Bin Umar, Al-Maghazi, Alam-il-Kutub, Bairot, Vol.2, Page: 441

4السیرة النبویة (ابن ہشام)، ج:2، ص:214

Al-Seerah-tul-Nabawiyyah (Ibn-e-Hasham), Vol.2, Page:214

5الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق، حدیث نمبر:4097

Al- Sahih Al-Bukhari, Kitab-ul-Maghazi, Bab Ghazwat'il Khandaq, Hadith: 4097

6عبد الرحمن بن حجر بن خلدون، السیرة النبویة ،مکتبة المعارف، ریاض، طبع اول، 1998، ص:139

Abdul Rahman Bin Hajar Bin Khaldon, Al-Seerah Al Nabawiyya, Maktaba Tul Marif, Riyadh, Issue:1, 1998 A.D, Page: 139

7العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباري شرح صحیح البخاري، دار المعرفة، بیروت، 1379ھ، ج:7، ص:393

Al Asqalani, Ahmad Bil Ali Bin Hajar, Fat'hul Bari Shar'ha Sahih-ul-Bukhari, Dar-ul-Marifat, Bairot, 1379 A.H, Vol.7, Page: 393

8السیرة النبویة (ابن ہشام)، ج:2، ص:209

Al-Seerah-tul-Nabawiyyah (Ibn-e-Hasham), Vol.2, Page :209

9فتح الباري(ابن حجر)، ج:7، ص:393

Fat'hul Bari (Ibn-e-Hajar), Vol:7, Page: 393

10الأحزاب:33 : 10، 11

Al- Ah'zab: 33: 10,11

11ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، الطبقات الکبریٰ، دار صادر للطباعة و النشر، بیروت، 1968م، ج:2، ص:57

Ibn-e-Saad, Abu Abdullah Muhammad Bin Saad Bin Munie Hashmi, Al-Tabqat Al- Kubra, Dar Sadir Lil Tabat Wal Nashar, Bairot, 1968 A.D, Vil. 2, page: 57

12ڈاکٹر نثار احمد، عہد نبوی میں ریاست کا نشوو ارتقاء، نشریات، اردو بازار، لاہور، 2008ء، ص:251

Dr. Nisar Ahmad, Ah'de Nabvi may Riyasat ka Nasho Wo Irtiqa, Nashriyat, Urdu Bazar Lahore, 2008 A.D, page: 251

13المغازی (واقدی)، ج:2، ص:445

Al Maghazi (Waqidi), Vol.2, Page: 445

14ایضاً، ج:2، ص:492

Aizan, Vol.2, Page: 492

15احمد بن زینی دحلان، السیرة النبویة ، المطبعة الأهلیة ، بیروت، 1983م، ج:2، ص:131

Ahmad Bin Zaini Duhlan, Al-Seerah Al-Nabawiyyah, Al-Matbah-tul-Ahliyyah, Bairot, 1983 A.D, Vol.2, Page: 131

16المغازی (واقدی)، ج:2، ص:454؛ الطبقات الکبری، ج:2، ص:67

Al Maghazi (Waqidi), Vol.2, Page: 454; Al Tabqat Al Kubra, Vol.2, Page 67

17ابن قیم الجوزی، محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد، زاد المعاد في هدي خیر العباد، مؤسسة الرسالة، بیروت، لبنان، طبع سوم، 1406ھ، ج:3، ص:241

Ibn-e-Qayyam Al-Jaouzi, Muhammad Bin Abo Bakkar Bin Ayoub Bin Sad, Zadul Ma'ad Fi Had'ye Khair-il-Ibad, Mo'assah-tul-Risalah, Bairot, Labnan, Issue:3, 1406 A.H, Vol.3, Page: 241

18 المغازی (واقدی)، ج:2، ص:491

Al Maghazi (Waqidi), Vol.2, Page: 491

19 السمهودی، علی بن عبداللہ بن احمد، وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ، دار الکتب العلمیة ، بیروت، طبع اول، 1419ھ، ج:1، ص:233

Al Samhodi, Ali Bin Abdullah Bin Ahmad, Wafa-ul-Wafa Bi Akhbar Dar-il-Mustufa, Dar-ul-Kutub Al-Ilmiyaath, Bairo, 1419 A.H, Vol.1, page: 233

20 الطبقات الکبریٰ، ج:2، ص:73

Al Tabqat Al Kubra, Vol.2, Page 73

21 ڈاکٹر ضیاء العمری، السیرة النبویة الصحیحة ، مکتبة العلوم وا لحکم ، المدینة المنورة، طبع ہفتم، 1994م، ص:428

Dr. Zia Al-Umari, Al-Seerah-tul-Nabawiiyah Al-Sahiha, Maktaba-tul-Uloom Wal Hikam, Al-Madinah Al-Munawwarh, Issue: 7, 1994 A.D, Page: 428

22 فتح الباري (ابن حجر)، ج:6، ص: 222

Fat'hul Bari (Ibn-e-Hajar), Vol.6, Page: 222

23 المغازی (واقدی)، ج:2، ص:473

Al Maghazi (Waqidi), Vol.2, Page: 473

24 ابو زکریا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي، بیروت، طبع دوم، 1392ھ، ج:5، ص:130

Abo Zakriya Muhai-ud-din Yahya Bin Sharf Al-Nowawi, Al Minhaj Sharha Sahih Muslim Bin Al Hujjaj, Dar Ihya Al Turas Al Arabi, Bairot, Issue:2, 1392 A.H, Vol.5, Page:130

25 صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث نمبر:4112

Sahih Bukhari, Kitabul Maghazi, Bab'o Ghazwa'tol Khandaq, Hadith: 4112

26 فتح الباری (ابن حجر)، ج:2، ص:69

Fat'hul Bari (Ibn-e-Hajar), Vol.2, Page: 69

27 محمد رفیق ڈوگر، الامین ﷺ، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، اردو بازار، لاہور، اکتوبر 2013ء، ج:4، ص:294

Muhammad Rafiq Dogar, Al Amin (ﷺ), Al faisal Nashiran wa Tajiran-e-Kutub, Urdu Bazar, Lahore, Oct 2013, Vol.4, Page 294

28 السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، ج:2، ص:228

Al-Seerah-tul-Nabawiyyah (Ibn-e-Hasham), Vol.2, Page: 228

29 محمد عبداللہ العوشن، ماشاع و لم یثبت فی السیرة النبویة ، ، دار طیبہ، ص:166

Muhammad Abdullah Al- Oshan, Ma Sha'a wa Lam Yos'bit fi Seerah-til-Nabawiyyah, Dar-e- Taiba, page: 166

30 قرطبی، ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، دار الجي، بیروت، طبع اول، 1412ھ/1992م، ج:1، ص:341

Qurtabi, Abo Umar Yousaf Bin Abdullah Bin Muhmmad, Al Isti'ab fi Marift-il As'hab, Dar Taiba, page: 166

31 ماشاع و لم یثبت فی السیرة النبویة ، ص:166-169

Ma Sha'a wa Lam Yos'bit fi Seerah-til-Nabawiyyah, page: 166-169

32 علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ ، ادارہ اسلامیات پبلشرز، مال روڈ، لاہور، طبع اول، ستمبر 2002ء، ج:1، ص:266

Allama Shibli Nomani wo Saiyad Sulaiman Nadvi, Seerah-tul-Nabi, Idara Islamiyat Publisher, Mall Road, Lahore, Issue: 1, Sep.2002, Vol.1, Page: 266